آئمہ اطہار علیہم السلام کی مختلف زبانوں سے آشنائی

سید حسنین عباس گردیزی
hasnain.gardezi@gmail.com

کلیدی الفاظ : علم لَدنی، پیغمبر اکرمؐ کی وراثت، الہامات الٰہیہ، سامی اقوام، سریانی زبان۔

خلاصہ

مکتب اہل بیت میں علم امام کی بحث عقیدہ امامت کے فروعات میں سے ہے، جس کے مطابق امام کا وسیع علم امام معصوم کی خصوصیات میں سے ہے اور وہ علم لَدنی کا مالک ہوتا ہے۔ اس کی سب سے اہم دلیل یہ ہے کہ امام دین کا محافظ اور مفسر ہوتا ہے۔ اگر وہ دین کے تمام علوم سے آگاہ نہ ہو تو اس کی حفاظت اور تبیین و تفسیر کا فریضہ انجام نہیں دے سکتا ۔ متکلمین امامیہ کے نزدیک علم امام کے سرچشموں میں سے ایک قرآن مجید ہے۔ دوسرا، علوم نبوت ہیں۔ امام نبی کا جانشین ہونے کے ناطے نبی کے علوم کا بھی وارث ہوتا ہے۔ علم امام کا تیسرا منبع الہامات الٰہیہ ہیں جو فرشتوں کے ذریعے یا روح القدس کے ذریعے امام کو منتقل ہوتے ہیں البتہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ایسے الہامات اور وحی الٰہی میں فرق ہے ، وحی فقط انبیائے کرام سے مختص ہے، غیر نبی کو وحی نہیں ہوتی۔ امام نبی نہیں ہوتا بلکہ نبی کا وصی اور جانشین ہوتا ہے۔
اہل بیتؑ کی روایات میں ائمہ اطہارؑ کی اس خصوصیت کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ وہ محدَّث تھے۔ یعنی فرشتوں کی گفتگو سنتے تھے اور اُن سے الٰہی تعلیمات اخذ کرتے تھے۔ امام کے وسیع علم کا لازمہ یہ ہے کہ امام دنیا کے تمام لوگوں کے ساتھ ہم کلام بھی ہو سکے اور ان کی زبان میں اُن کی ہدایت کا فریضہ بھی انجام دے سکے۔ اس مقالے میں اسی موضوع کے بارے میں وضاحت پیش کی گئی ہے۔ معصومین علیہم السلام سے مروی متعدد روایات بتاتی ہیں کہ آئمہ معصومین علیہم السلام بعض زبانوں کا علم رکھتے تھے۔ روایات کے مطابق ائمہ اطہارؑ نے جن زبانوں میں گفتگو فرمائی ہیں اُن میں نبطی، سریانی، ہندی، سندھی، زطّی، یونانی، عبرانی، افریقی یعنی حبشی، ترکی اور صقلبی زبانیں شامل ہے۔

مقدمہ

مکتب اہل بیت میں عقیدہ امامت کے فروعات میں سے ایک اہم کلامی بحث علم امام ہے جس کے مطابق امام معصوم کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت اُس کا وسیع علم ہے اور وہ علم لَدنی کا مالک ہوتا ہے۔ امام کے علوم عام انسانی علوم کی طرح نہیں ہوتے اور امام کسی عام انسان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرکے علم حاصل نہیں کرتا بلکہ امام کا علم خدادادی ہوتا ہے جسے اصطلاحاً علم لَدنی کہا جاتا ہے امام کے وسیع اور غیر معمولی علم کی سب سے اہم دلیل یہ ہے کہ امام دین کا محافظ اور مفسر و مبیّن ہوتا ہے۔ اگر وہ دین کے تمام علوم سے آگاہ نہ ہو تو اس کی حفاظت اور تبیین و تفسیر کا فریضہ انجام نہیں دے سکتا ہے۔ لہٰذا جس طرح اُمت کو امام کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح امام کو بھی وسیع علم کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ اپنا فریضہ امامت ادا کر سکے۔

لہٰذا امام معصوم کا قرآن کے تمام رموز و اسرار ، شریعت کے تمام احکام و مسائل اور دین کے تمام قوانین سے آگاہ ہونا ضروری ہے تاکہ وہ دین کے بارے میں ہر قسم کے سوالوں کا جواب دے سکے ۔ اگر امام کا علم عام علوم جیسا ہو تو اُس کے دین کے بارے میں پیدا ہونے والے وسیع شبہات و اعتراضات کا جواب دینا ناممکن ہو جائے گا اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کی جانب سے دین و شریعت بنانے کی غرض کو نقض کرنے کے مترادف ہو گی۔ رہی یہ

بات کہ اگر امام کسی عام طریقے سے علم حاصل نہیں کرتا اور کسی عام انسان کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہیں کرتا تو پھر علم امام کا منبع وسر چشمہ کیا ہے؟اس سوال کے جواب میں متکلمین امامیہ نے علم امام کے جو منابع ذکر کیے ہیں وہ یہ ہیں :

ا۔ قرآن مجید

علم امام کا سب سے بڑا منبع قرآن مجید اور کتاب خدا ہے۔ اگر چہ قرآن کی آیات سب انسانوں کے لئے نازل ہوئی ہیں، لیکن امام اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے کتاب خدا کے وسیع علم سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ لہٰذا امام کا قرآن کے محکم ومتشابہ ، عام وخاص ، مطلق ومقید ، ناسخ ومنسوخ ، آیات کے اسباب نزول ،اور قرآنی تعلیمات کے دوسرے ضروری پہلوؤں سے آگاہ ہونا ضروری ہے چونکہ قرآن دین اور شریعت کی بنیاد اور اساس ہے جس سے مکمل آگاہی کے بغیر دین کی تفسیر و تبیین ناممکن ہے۔امام اسی قرآنی علم کے بل بوتے پر لوگوں کی ہدایت ور ہنمائی کا فریضہ انجام دیتا ہے اور لوگوں کو آیات قرآن کے اسرار ورموز سے آگاہ فرماتا ہے۔

۲۔ پیغمبر اکرمؐ کی وراثت

امام کے علوم کا دوسرا بڑا منبع ،علوم نبوت ہیں۔امام نبی کا جانشین ہونے کے ناطے نبی کے علوم کا بھی وارث ہوتا ہے۔تاکہ وہ نبی کی لائی ہوئی شریعت اور دین کی حفاظت ، تفسیر و تبیین اور نفاذ کا فریضہ ادا کر سکے۔ پیغمبر اکرم ﷺ کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے علی علیہ السلام کو علم کے ہزار باب تعلیم فرمائے جن سے ان کے لیےہر باب سےہزار باب کھل گئے۔(1)ایک اور مشہور حدیث میں پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایاہے: میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔(2)

۳۔الہام اور فرشتگان الٰہی سے رابطہ

علم امام کا تیسرا منبع الہامات الٰہیہ ہیں جو الٰہی فرشتوں کے ذریعے یا روح القدس کے ذریعے امام کو منتقل ہوتے ہیں البتہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ان الہامات اور وحی الٰہی میں فرق ہے،وحی فقط انبیائے کرام سے مختص ہے، غیر نبی کو وحی نہیں ہوتی۔امام نبی نہیں ہوتا بلکہ نبی کا وصی اور جانشین ہوتا ۔ہمارا عقیدہ ہے کہ ائمہ معصومینؑ نبی اکرم ﷺ کے جانشین اور وصی ہیں جو نبی اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی وحی یعنی قرآن مجید کے محافظ، مفسر اور مبیّن ہیں۔

جس طرح نبی اکرم ﷺ خود بھی جہاں نبی اور رسول تھے وہاں امام بھی تھے یعنی اپنی لائی ہوئی شریعت کے محافظ بھی تھے اور مبین ومفسر بھی تھے۔چونکہ آپ ﷺ کی شریعت آخری شریعت اور دین ہے جس نے تا قیامت انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کرنا ہے لہٰذا آپ ﷺ کے بعد دین وشریعت اسلام کی حفاظت و تفسیر و تبیین اور نفاذ بھی ضروری ہے۔جس کے لئے وحی ونبوت ورسالت کے علاوہ دوسری خصوصیات میں آپ ﷺ ہی جیسے جانشینوں اور اوصیاء کی ضرورت تھی۔

مکتب اہل بیت کی متعدد روایات میں ائمہ اطہارؑ کی اس خصوصیت کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ ائمہ اطہارؑ محدَّث تھے۔یعنی فرشتوں کی گفتگو سنتے تھے اوراُن سے الٰہی تعلیمات اخذ کرتے تھے۔لہٰذا امام الہام اور فرشتوں کی آواز سن کر بھی علم وآگاہی حاصل کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ یااُس کے فرشتوں کا غیر انبیاء سے گفتگو کرنا کوئی نئی بات نہیں قرآن کی متعدد آیات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔(3)

امام کے وسیع علم کا لازمہ یہ ہے کہ امام دنیا کے تمام لوگوں کے ساتھ ہم کلام بھی ہوسکے اور ان کی زبان میں اُن کی ہدایت ورہنمائی فریضہ انجام دے سکے۔اس مقالے میں اسی موضوع کے بارے میں وضاحت پیش کی گئی ہے۔اہلبیت علیہم السلام کی شان میں نازل ہونے والی آیات اور منقولہ روایات ، نیز اسلامی تاریخ وسیرت کے مطالعہ سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ آئمہ معصومین علیہم السلام کی واضح ترین خصوصیات میں سے ایک، کائنات کے

اسرار ور موز سے آگاہی اور علم لدنی اور خدادادی علوم کا حاصل ہونا ہے ۔ بالفاظ دیگر وہ علم کے سمندر اور اسرار الہی کے سرچشمے ہیں جن سے علوم و معارف کے تشنگان سیراب ہوتے ہیں۔رسول اعظم اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اور مولائے متقین علی ابن ابی طالب علیہ السلام علم کے وہ عظیم خزانے ہیں جنہوں نے اپنے ان اقوال "انا مدینة العلم وعلی بابھا" اور "سلونی قبل اَنْ تفقدونی" (4)کے ذریعے مذکورہ دعویٰ کی صداقت کو آشکار کیا ہے۔

مصومین علیہم السلام سے مروی متعدد روایات کے ضمن میں بعض ایسی روایات ملتی ہیں جو بتاتی ہیں کہ آئمہ معصومین علیہم السلام بعض زبانوں کا علم رکھتے تھے۔ اس مختصر تحریر کا مقصد ان کے اس علمی پہلو کو اجاگر کرنا ہے کہ انہیں مختلف زبانوں پر تسلط حاصل تھا اور وہ مختلف زبانوں میں گفتگو کرتے تھے۔

نبطی اور سریانی زبان:۔

نبطی سامی اقوام سے تعلق رکھتے تھے اور اسماعیلی عربوں کا ایک شعبہ تھے۔ان کی زبان کے حروف تہجی 22 تھے جو جمل کے حساب پر تھے اور وہ یہ تھے "ابجد" "موز" "حطی" "کلمن: سحفص اور "قرشت" عربوں نے ان حروف کے آخر میں چھ حروف بنام "روادف" کا اضافہ کیا جو کہ "ثخذ" اور "ضطغ" تھے۔(5) بہت ساری احادیث بتاتی ہیں کہ آئمہ ہدیٰ علیہم السلام نے بارہا نبطی زبان میں گفتگو فرمائی ہے۔ بطور نمونہ درج ذیل احادیث کو پیش کیا جاتا ہے۔

الف:۔ جب امیر المومنین علیہ السلام اھل نہروان کے ساتھ "قطفتا" کے مقام پر ملاقات کے لیے تشریف لے گئے تو "بادرویا" کے لوگوں نے آپ سے گفتگو کی اور گذارش پیش کی کہ ہمارے ہمسائے میں جن کی زمینیں زیادہ ہیں اور مالیات اور ٹیکس بہت کم ہیں۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام انہیں نبطی زبان میں جواب دیا: "رعدو رضامن عودیا" (6)اس جملے کی دو تفسیریں کی گئ ہیں:

1) ربّ دُخن صغیر خیر من دُخن کبیر۔(7)

2) رَبّ رجز صغیر خیر من رجز کبیر۔(8)

ب:۔ حضرت علی علیہ السلام کا ایک دن حسن بصری سے سامنا ہوا۔ وہ ایک چھوٹی نہر سے وضو کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: اے لفتی ! خوش وخرم اور تروتازہ ہو کر وضو کرو۔ حسن بصری نے کہا: تو نے کل ایسے افراد کو قتل کیا ہے جو خوش وخرم وضو کرتے تھے۔آپ نے اس کے جواب میں فرمایا: کیا تو ان پر غمزدہ ہے؟ حسن بصری نے کہا: ہاں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرے غم کو دوام عطا فرمائے۔ایوب سجستانی کا کہنا ہے کہ میں نے حسن بصری کو جب بھی دیکھا۔

اُسے اس طرح غمگیں اور افسردہ دیکھا گویا اپنے پیارے عزیز کو دفن کرکے آرہا ہو۔ میں نے اس افسردگی کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ یہ اس نیک مرد کی نفرین کا اثر ہے۔ نبطی زبان میں "لفتی" شیطان کو کہتے ہیں حسن بصری کی ماں نے اس کا یہ نام رکھا تھا اور بچپن میں اُسے اسی نام سے پکارتے تھے۔اس بات کا کسی کو علم نہیں تھا۔ یہاں تک کہ حضرت علی علیہ السلام نے اُسے اس نام سے پکارا۔(9)

ج:۔ عمار ساباطی نے بیان کیا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے نبطی زبان میں مجھ سے فرمایا: "ابومسلم فطلّله وکسا وکسیحه بساطورا" عمار ساباطی کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے کسی نبطی کو بھی نبطی زبان میں اس طرح فصیح انداز سے گفتگو کرتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح آپ نے گفتگو کی ہے۔ آپ نے فرمایا: اے عمار ہر زبان میں ایسا ہی ہے۔ (10)

د:۔ ابو بصیر کہتے ہی کہ بابل کے ایک باشندے نے مجھے نقل کیا ہے کہ ہمارے گاؤں میں ایک شخص مجھے تنگ کرتا تھا اور کہتا تھا۔ اے رافضی! اور گالیاں دیتا تھا۔ گاؤں کا لنگور اس کا لقب پڑ گیا تھا۔ میں نے ایک سال حج ادا کیا اور امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے ابتداء میں (نبطی زبان میں) فرمایا: "قوفه مانامت" یعنی لنگور مر گیا ہے۔ میں نے عرض کیا قربان جاؤں کب مرا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ابھی مرا ہے۔ میں نے دن اور وقت نوٹ کر لیا۔ جب میں کوفہ پہنچا تو میری اپنے بھائی سے ملاقات ہو گئی میں نے اس سے مرنے کا وقت پوچھا؟ اس نے بتایا فلاں دن اور فلاں وقت۔ یہ وہی وقت اور دن تھا جس کی امام صادق علیہ السلام نے خبر دی تھی۔

ھ:۔ عبدالحمید جرجانی بیان کرتے ہیں: ایک غلام میرے پاس اجمہ (ایک قسم کے پرندے) کے انڈے لے کر آیا میں نے انہیں مختلف قسم کا پایا میں نے اس سے پوچھا یہ کس چیز کے انڈے ہیں؟ اس نے کہا "دیوك الماء" کے انڈے ہیں۔ میں نے انہیں کھانا پسند نہیں کیا اور اپنے آپ سے کہا جب تک امام صادق علیہ السلام سے نہ پوچھ لوں انہیں نہیں کھاؤں گا۔

آخر کار میں مدینے میں داخل ہوا اور حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے آپ سے چند مسئلے پوچھے لیکن وہ مسئلہ پوچھنا بھول گیا۔ جب مدینے سے کوچ کرنے والا تھا۔ تو اچانک وہ مسئلہ مجھے یاد آ گیا۔ اس کے باوجود کہ اونٹوں کی مہار میرے ہاتھوں میں تھی انہیں میں نے اپنے بعض ساتھیوں کے سپرد کیا اور امام صادق علیہ السلام کی طرف دوڑا ان کے پاس لوگوں کا رش تھا، میں ان کے گھر میں داخل ہوا اور ان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ آپؑ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا اے عبدالحمید: "لنا تاتی دیوك هبر" میں نے عرض کیا جو میں چاہتا تھا اس کا جواب آپؑ نے دے دیا۔ اس کے بعد میں واپس ہوا اور اپنے ساتھیوں سے آ کر مل گیا۔ (11)

و:۔ دوین کے علاقے کے ایک باشندے نے کہا کہ میں امام صادق علیہ السلام سے "دیوك الماء" کے بارے میں سوال کرنا چاہتا تھا۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا: "یابت دعانا میتا بناحل" یہ اُسی شخص کی زبان کا جملہ ہے "یابت" کا مطلب بیض یعنی انڈے، "دعانا میتا" کا مطلب دیوک الماء اور بناحل کا معنی نہ کھاؤ۔ پس پورے جملے کا مطلب یوں ہوا۔ دیوک الماء کے انڈے نہ کھاؤ۔ (12)

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام نے تمام حیوانات سے ایک ایک جوڑے کو کشتی میں سوار کرنے لگے تو گدھے کے پاس آئے لیکن گدھا نے ضد کی اور سوار نہیں ہوا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کھجور کے درخت کی ایک چھڑی لے کر اُسے ماری اور کہا "عبساشاطانا" یعنی اے شیطان سوار ہو جا۔ (13)

ایک یہودی نے اپنی قبا کے اندر سے ایک تحریر نکالی اور امیر المومنین علیہ السلام کو دی، آپؑ نے اس تحریر کو کھولا اُسے دیکھا اور گریہ کیا۔ یہودی نے پوچھا آپؑ کو کس چیز نے رُلایا ہے؟ آپؑ نے اس تحریر کو دیکھا ہے جو کہ سریانی زبان میں ہے جبکہ آپؑ کی زبان عربی ہے کیا آپؑ جانتے ہیں یہ کیا لکھا ہے؟ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: ہاں جانتا ہوں۔ یہ میرا نام ہے جو یہاں مذکور ہے، یہودی نے کہا اپنا نام مجھے دکھائیں اور بتائیں کہ سریانی میں آپؑ کا نام کیا ہے؟ آپؑ نے اس تحریر میں اپنا نام اُسے دکھایا اور فرمایا: میرا نام سریانی زبان میں "الیا" ہے اس وقت یہودی نے کلمہ پڑھا اور کہا:

”اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدًا رسول اللہ و اشھد انک وصی محمد و اشھد انک اولی النّاس بالنّاس بعد محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ)۔ اس کے ساتھ یہودی کے ساتھ جو لوگ تھے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کی۔“ (14)

ہندی زبان:۔

1۔ابو ہاشم جعفری بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے میرے ساتھ ہندی زبان میں گفتگو کی میں ان کا اچھے طریقے سے جواب نہ دے سکا آپ کے سامنے چمڑے کے تھیلی پڑی تھی جو سنگریزوں سے بھری ہوئی تھی۔ آپ نے ان میں سے ایک اپنے منہ میں رکھا، اسے اچھی طرح چوسا اور پھر میرے منہ میں رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں ابھی ان کی بارگاہ سے نہیں اٹھا تھا کہ تہتر (73) زبانوں میں گفتگو کرنے کی صلاحیت مجھے حاصل ہو گئی جن میں پہلی زبان ہندی تھی۔ (15)

2۔علامہ مجلسیؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا اس شخص نے ملاقات کے بعد یوں ماجرہ بیان کیا۔ میں نے اچانک اپنے مولا کو تشریف فرما دیکھا جب انہوں نے مجھے دیکھا تو مجھے سلام کیا مجھ سے ہندی زبان میں گفتگو فرمائی میرا نام لیا اور چالیس افراد کا ان کے ناموں کے ساتھ حال احوال پوچھا۔ (16)

سندھی زبان:۔

1۔ جاثلیق نے امام رضا علیہ السلام سے کہا: اے محمدؐ کے بیٹے: یہاں پر ایک سندھی عیسائی ہے جو سندھی زبان میں مناظرہ کرتا ہے اور دلائل پیش کرتا ہے۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اُسے میرے پاس لائیں۔ اُسے آپؑ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپؑ نے اس سے سندھی زبان میں کلام کیا۔ اور پھر اُس سے سندھی میں بحث و مباحثہ شروع کیا اور اُسے نصرانیت میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک گھمایا۔ آخر کار ہم نے سنا کہ سندھی شخص کہہ رہا تھا ”ثبطی ثبطلله“ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اس نے سندھی زبان میں توحید کا اقرار کیا ہے۔ اس کے بعد اس سے آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریمؑ کے بارے میں گفتگو کی اور اُسے بتدریج مرحلہ بہ مرحلہ اپنے مقصد کی طرف لے آئے۔

یہاں تک کہ اُس نے سندھی زبان کہا: اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدًا رسول اللہ۔ اس کے بعد اس نے اپنا کمر بند اٹھایا تو اس کا زنّار جو اُس کے کمر بند کے نیچے تھا نظر آنے لگا۔ اس نے کہا اے رسولؐ خدا کے فرزندؑ اس زنّار کو اپنے ہاتھوں سے کاٹ دیں امام رضا علیہ السلام نے چاقو منگوایا اور اُسے کاٹ دیا پھر آپؑ نے محمد بن فضل ہاشمی سے فرمایا: اس سندھی کو حمام لے جاؤ اِسے پاک کرو لباس پہناؤ اور اس کو گھر والوں کے ساتھ مدینے لے جاؤ۔ (17)(18)

2۔ابو اسماعیل سندھی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ہندوستان میں سنا کہ اللہ تعالیٰ کی عربوں میں ایک حجت ہے میں نے اس حجت کی تلاش میں ہندوستان سے رخت سفر باندھا میری امام رضا علیہ السلام کی طرف راہنمائی کی گئی میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ میری حالت یہ تھی کہ میں عربی زبان کا ایک لفظ بھی ٹھیک طرح سے نہیں بول سکتا تھا۔ میں نے ان کو سندھی زبان میں سلام کیا انہوں نے سندھی زبان میں ہی میرے سلام کا جواب دیا میں نے اپنی زبان میں ان سے گفتگو شروع کی آپؑ نے سندھی میں میرے جوابات دیئے میں نے ان سے کہا میں نے سندھ کی سرزمین پر سنا ہے کہ عربوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی ایک حجت ہے میں اس کی تلاش میں یہاں آیا ہوں۔ انہوں نے سندھی میں جواب دیا اور فرمایا: ہاں وہ حجت میں ہوں جو تم پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔ میں جو چیزیں پوچھنا چاہتا تھا۔ میں نے دریافت کیں اس کے بعد میں ان کی خدمت سے رخصت ہونا چاہا تو میں نے عرض کی کہ مجھے عربی اچھی طرح نہیں آتی آپؑ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے الہام فرمائے تاکہ میں عربوں کے ساتھ عربی زبان میں بات کر سکوں۔ انہوں نے اپنا دست مبارک میرے لبوں پر لگایا اسی وقت سے میں عربی زبان میں گفتگو کرنے لگا ہوں۔ (19)

اہل نوبہ کی زبان:۔

امام رضا علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے کہ میرے والد نے حسین بن ابی علاء سے فرمایا: میرے لیے ایک نوبی کنیز خرید کر لاؤ۔ حسین بن ابی علاء نے کہا: خدا کی قسم میں ایک ارجمند نوبی کو جانتا ہوں اس سے اچھی کنیز نابیوں میں میں نے نہیں دیکھی اگر اس میں ایک صفت نہ ہوتی، وہ آپ کے پاس لانے کے قابل تھی۔ آپ نے پوچھا۔ وہ کونسی صفت ہے؟ حسین بن ابی علاء نے کہا وہ آپؑ کی بات کو نہیں سمجھتی اور آپؑ اس کی زبان نہیں جانتے حضرت مسکرائے اور فرمایا: جاؤ اور اُسے خرید لاؤ۔

حسین ابی علاء نے کہا جب میں اُس کنیز کو امام علیہ السلام کی خدمت میں لے آیا تو آپؑ نے اس سے اھل نوبہ کی زبان میں اس کا نام پوچھا اُس نے کہا: مونسہ آپؑ نے فرمایا: مجھے اپنی جان کی قسم ہے تو مونسہ ہے اور اس کے علاوہ تیرا کوئی اور نام نہیں ہے۔ اس سے پہلے تیرا نام حبیبہ تھا۔ اس نے کہا آپؑ سچ کہتے ہیں۔ اس کے بعد آپؑ نے حسین بن ابی علاء سے فرمایا: بے شک اس کنیز سے میرا ایک بیٹا پیدا ہوگا جو میرے بیٹوں میں سے زیادہ سخی، شجاع اور دعاومناجات کرنے والا ہوگا۔ حسین بن ابی علاء نے پوچھا اس بیٹے کا کیا نام رکھیں گے تاکہ میں اُسے جان لوں۔ آپ نے فرمایا: ابراہیم۔ (20)

زطی زبان:۔

جنگ جمل سے فراغت کے بعد حضرت علی علیہ السلام کے پاس "زط" سے ستر (70) افراد حاضر ہوئے انہوں نے آپ کو سلام کیا اور اپنی زبان میں آپ سے بات کی۔ حضرت علی علیہ السلام نے انہی کی زبان میں سلام کا جواب دیا اور فرمایا: جس طرح تم نے کہا ہے میں اس طرح نہیں ہوں میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور بندہ ہوں، انہوں نے قبول نہ کیا اور کہا تو وہی ہے (یعنی تو خدا ہے) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم اس عقیدے سے دستبردار نہ ہوئے اور اپنے کہنے پر بارگاہ الہی میں توبہ نہ کی تو تمہیں قتل کردوں گا۔ انہوں نے بات نہ مانی اور توبہ نہ کی۔ اس وقت آپؑ نے ان کے لیے ایک گڑھے کھودنے کا حکم دیا۔ گڑھے کھودے گئے اس وقت آپؑ نے ان گڑھوں کے درمیان سوراخ کرنے کا حکم دیا۔ انہیں ان گڑھوں میں پھینک دیا گیا اور اوپر انہیں بند کردیا گیا ان گڑھوں میں سے ایک خالی گڑھے میں آگ جلائی گئی اور وہ سب دھویں سے دم گھٹنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔ (21)

یونانی زبان:۔

بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے آئمہ علیہم السلام کو یونانی زبان پر بھی تسلط حاصل تھا۔ ان میں سے ایک روایت جو امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا: اے مفضّل! یونانی زبان میں اس دنیا کا نام جو ان کے درمیان مشہور ہے، " قوسموس " ہے جس کا معنی زیور ہے۔ فلاسفہ اور حکمت کے دعویداروں نے دنیا کا یہ نام رکھا ہے۔ امام زمان علیہ السلام سے منقول ایک خط میں یوں خطاب کیا گیا ہے۔ "المترجم بالیونانی" اگر یہ اسم فاعل ہو تو اس سے مراد یونانی زبان میں ترجمہ کرنے والا ہے۔ (22)

عبرانی زبان:۔

ہارونی نے عبرانی زبان میں لکھی ہوئی ایک تحریر اپنی آستین سے نکالی اور حضرت علی علیہ السلام کے سپرد کی۔ آپؑ نے اس تحریر کو دیکھا اور گریہ فرمایا۔ ہارونی نے آپؑ سے سوال کیا کس چیز نے آپؑ کو رُلایا ہے؟ آپؑ نے جواب دیا۔ اے ہارونی اس میں میرا نام مذکور ہے۔ اس نے کہا یہ تحریر عبرانی زبان میں ہے جبکہ آپؑ عرب ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: اے ہارونی تعجب کرتے ہو یہ میرا نام ہے، تورات میں میرا نام "ہابیل" اور انجیل میں "حیدار" ہے۔ اس وقت ہارونی نے آپ سے عرض کیا آپؑ نے سچ فرمایا ہے۔ مجھے اس خدا کے قسم ہے جس کے سوا کوئی خدا نہیں یہ میرے باپ

ہارون کی تحریر ہے جو حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی زبان میں لکھی گئی ہے میرے بزرگوں نے اس تحریر کو اپنے ارث میں پایا ہے اور اب یہ مجھ تک پہنچی ہے۔(23)

عامر بن علی جامعی کا بیان ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا۔ میری جان آپؑ پر قربان ہو۔ ہم اہل کتاب کے ہاتھوں ذبح شدہ جانوروں کو کھاتے ہیں لیکن ہم نہیں جانتے کہ وہ جانوروں کو ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں یا نہیں؟ آپؑ نے فرمایا جب آپ اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرتے ہوئے سنیں تو ان کا گوشت کھائیں۔ کیا تم جانتے ہو کہ جانوروں کو ذبح کرتے وقت وہ کیا کہتے ہیں؟ میں نے نہیں میں جواب دیا۔ آپ نے ایک یہودی کی طرح جلدی سے کچھ پڑھا اور فرمایا انہیں اس طرح پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا آپ پر قربان جاؤں اگر اجازت دیں تو میں لکھ لوں؟ آپؑ نے فرمایا لکھو: "نوح ایوا ادینوا یلھیز مالحوا عالم اشرسوا او رضوبنویوسعہ موسق دغال اسطحوا" (24)

رومی زبان:۔

1) امیر المومنین علیہ السلام نے ایک آدمی کے سوال کا جواب رومی زبان میں دیا۔(25)

2) امام سجاد علیہ السلام نے زندان کی دیوار پر رومی زبان میں تحریر کو پڑھا۔(26)
3) امام موسیٰ بن جعفر صادق علیہ السلام نے رومیوں سے رومی زبان میں گفتگو فرمائی۔(27)
4) امام رضا علیہ السلام رومی کنیز سے اس کی اپنی زبان میں ہم کلام ہوئے۔(28)
5) امام نقی علیہ السلام رومی زبان میں خط لکھتے تھے۔(29)
6) امام سجاد علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہمیں زندان میں لے جایا گیا میرے ساتھیوں نے کہا اس دیوار کی بناوٹ کتنی اچھی ہے۔ رومیوں نے اپنی زبان میں ایک دوسرے سے کہا: اگر اس گروہ کے درمیان خون کا وارث موجود ہو تو وہ وہ ہے۔ ان کی مراد میں تھا۔ اس کے بعد ہم دو دن تک زندان میں رہے پھر ہمیں بلایا گیا اور رہا کر دیا گیا۔(30)
7) یاسر جو کہ امام رضا علیہ السلام کا خادم تھا، اس کا کہنا ہے کہ امام رضا علیہ السلام کے گھر میں صقلبی اور رومی غلام موجود تھے آپ ان کے قریب تھے۔ رات کو سنا کہ وہ صقلبی اور رومی زبان میں آپس باتیں کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ ہم ہر سال اپنے وطن میں فصد نکلواتے تھے لیکن یہاں ہم نے فصد نہیں نکلوایا۔ جب رات گزر گئی اور دن چڑھا تو امام رضا علیہ السلام نے طبیب کو بلایا اور اس سے فرمایا: فلاں غلام کی اس رگ سے فصد نکالو اور اس کی فلاں رگ سے۔(31)

افریقی/حبشی زبان:۔

ابن حمزہ سے روایت ہے کہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں تھا۔ اتنے میں آپ کی خدمت میں حبشہ سے خریدے گئے تیس (32) غلام لائے گئے۔ ان میں ایک خوبصورت گفتگو کرنے والا تھا، اس نے گفتگو کی، ساتویں امامؑ نے حبشی زبان میں اسے جواب دیا وہ غلام حیران رہ گیا، باقی غلام بھی تعجب کرنے لگے ان کا خیال تھا کہ امام علیہ السلام ان کی باتیں نہیں سمجھتے۔ امام علیہ السلام نے اس ایک غلام سے فرمایا: میں کچھ رقم تمہارے حوالے کرتا ہوں تو اس میں سے ہر غلام کو تیس درہم ادا کرو۔ غلام باہر چلے گئے ان میں بعض ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ آپ تو ہماری زبان میں ہم سے بھی زیادہ فصیح ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لیے نعمت ہے۔

علی بن حمزہ کہتے ہیں جب غلام سب باہر چلے گئے میں نے عرض کیا اے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزندؑ! میں نے دیکھا ہے کہ آپؑ حبشیوں کے ساتھ انہی کی زبان میں گفتگو فرما رہے تھے آپؑ نے جواب دیا ہاں۔ میں نے پھر عرض کیا کہ آپؑ نے صرف اس غلام کو حکم دیا ہے۔ فرمایا: ہاں، میں نے

اسے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور ہر مہینے انہیں تیس درہم دینے کا کہا ہے۔اس کی گفتگو کے انداز سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ان سب سے زیادہ سمجھدار ہے وہ سرداروں کا بیٹا ہے اس لیے میں نے اسے دوسروں پر مقرر کیا ہے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی تاکید کی ہے۔

اس کے علاوہ وہ ایک راست پیشہ غلام ہے پھر آپؑ نے فرمایا شاید تم اس بات پر حیران ہوئے ہو کہ میں نے ان سے حبشی زبان میں کلام کیا ہے؟میں نے کہا خدا کی قسم ایسا ہی ہے۔آپؑ نے فرمایا۔ تعجب نہ کرو جو چیز میرے کاموں میں سے تم پر پوشیدہ ہے وہ اس سے کہیں زیادہ حیران کن اور باعث تعجب ہے جو کچھ تم نے سنا وہ نہیں ہے مگر ایک پرندہ کی طرح جو سمندر سے اپنی چونچ میں پانی کا ایک قطرہ حاصل کرے۔کیا تم سمجھتے ہو کہ ایک قطرہ لینے سے سمندر کا پانی کم ہو جاتا ہے؟امام کی مثال سمندر کی طرح ہے جو کچھ اس کے پاس ہے ختم ہونے والا نہیں اور اس کے عجائب سمندر سے کہیں زیادہ ہیں۔

ترکی زبان:۔

ابن فرقد بیان کرتے ہیں کہ میں امام صادق علیہ السلام کے پاس تھا اتنے میں ایک غیر عربی غلام پیغام لے کر آیا جس کا تلفظ وہ مشکل سے ادا کر رہا تھا اور اُسے صحیح بیان نہیں کر رہا تھا۔میں نے سمجھا کہ وہ الفاظ کو صحیح تلفظ نہیں کر سکتا۔امام علیہ السلام نے اُسے فرمایا چونکہ تم صحیح طرح عربی نہیں بول سکتے ہو لہذا جس زبان میں چاہو بات کر سکتے ہو، میں ترکی زبان جانتا ہوں۔اس نے ترکی زبان میں بات کی امام علیہ السلام نے اُسے جواب دیا وہ حیرت زدہ وہاں سے رخصت ہوا۔(33)

ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں، میں مدینے میں تھا، یہاں تک کہ الواثق کے دور میں "بغا" (ترک کمانڈروں میں سے ایک)کا مدینے سے گذر ہوا وہ چند عربوں کو تلاش کرنے کے لیے آیا تھا۔امام نقی علیہ السلام نے فرمایا مجھے باہر لے جاؤ تاکہ میں اس کے لشکر کا کرّ و فر دیکھوں۔ہم باہر آئے اور کھڑے ہوگئے اس کی فوج گذر گئی ایک ترکی شخص سے ہمارا آمنا سامنا ہو گیا۔

امام علیہ السلام نے اس سے ترکی زبان میں بات کی وہ اپنے گھوڑے سے نیچے اترا اور امام علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کو بوسہ دیا۔میں نے اس ترکی کو قسم دی کہ وہ بتائے کہ امام علیہ السلام نے اس سے کیا کہا ہے۔ترکی شخص نے مجھ سے پوچھا یہ شخص پیغمبر ہے؟میں نے کہا: نہیں،اس نے کہا اس نے مجھے ایسے نام سے پکارا ہے جو میرے وطن میں مجھے بچپن سے پکارا جاتا تھا اور آج تک کسی کو اس کی اطلاع نہیں تھی۔(34)

صقلبی زبان:۔

علی بن مھزیار نقل کرتے ہیں کہ میرا غلام صقلابی تھا اُسے میں نے امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا تو وہ حیران و پریشان واپس آیا میں نے کہا تمہیں کیا ہوا ہے؟اس نے جواب دیا میں کیوں حیرت زدہ نہ ہوں امام علیہ السلام نے میرے ساتھ مسلسل صقلابی زبان میں باتیں کیں گویا وہ ہمارے ہی ایک فرد ہیں۔میرا گمان یہ تھا کہ آپ نے اس زبان میں اس لیے گفتگو فرمائی تاکہ دوسرے غلام نہ سن سکیں۔(35)

امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے بیٹے چند روز دکھائی نہیں دیئے ایک دن اسحاق اپنے بھائی محمد کے ساتھ امام علیہ السلام کے پاس آئے آپ عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں باتیں کر رہے تھے اتنے میں ایک صقلابی آیا۔امام علیہ السلام نے اس سے صقلابی میں گفتگو کی۔(36)

حوالہ جات

1 ۔بصائر الدرجات، ص302۔بحارالانوار، ج26، ص29

2 ۔کنزل العمال، ج13، ص148۔جامع الحدیث السیوطی، ج16، ص209

3 ۔محمد سعیدی فر،آموزش کلام اسلامی، ج ۲، مطبوعہ قم

4 ۔ ر.ک: نہج البلاغہ، خطبہ 189

5 ۔ علی سامی، تمدّن ہخامنشی، ص111

6 ۔ محمد بن الحسن (ابو جعفر) الصّفار القمی، بصائر الدرجات، ص335 یا355/ محمد باقر مجلسی، بحارالانوار، ج41، ص289

7 ۔ دخن ایک قسم کے غلہ کو کہتے ہیں۔

8 ۔ رجز سے مراد ایک قسم کا موٹا گوسفند اور دنبہ ہے اور جز سے مراد جڑی بوٹی سے خالی زمین بھی ہے۔

9 ۔ محمد باقر مجلسی، بحارالانوار، ج41، ص302 و ج42، ص143

10 ۔بصائر الدرجات، ص333 یا353/ بحارالانوار، ج26، ص191

11 ۔قطب الدّین راوندی، الخرائج والجرائح، ج2، ص630/ بحارالانوار، ج47، ص105

12۔بحارالانوار، ج47، ص81 -دیوک الماء سے مراد پانی کے ایسے پرندے کہ جو حلال گوشت پرندوں کی خصوصیات نہیں رکھتے۔

13۔بصائر الدرجات، ص335 یا355

14 ۔بحارالانوار، ج38، ص61 و ج40، ص289/ ج50، ص136/ ج52، ص29/ ج49، ص78

15۔بحارالانوار، ج38، ص61 و ج40، ص289/ ج50، ص136/ ج52، ص29/ ج49، ص78

16۔بحارالانوار، ج38، ص61 و ج40، ص289/ ج50، ص136/ ج52، ص29/ ج49، ص78

17۔ بحارالانوار، ج38، ص61 و ج40، ص289/ ج50، ص136/ ج52، ص29/ ج49، ص78

18۔سید ہاشم بحرانی، مدینۃ المعاجز (یک جلدی)، ص511 و ج7، ص236/ بحارالانوار، ج49، ص50

19۔بحارالانوار، ج 48، ص69

20 ۔فروع الکافی، ج7، ص257/ بحارالانوار، ج40، ص301

21۔بحارالانوار، ج3، ص146/ ج91، ص28/ ج36، ص222

22۔بحارالانوار، ج3، ص146/ ج91، ص28/ ج36، ص222

23 ۔بحارالانوار، ج3، ص146/ ج91، ص28/ ج36، ص222

24۔بصائر الدرجات، ص334 یا354

25 ۔بحارالانوار، ج40، ص171/ ج46، ص72/ ج49، ص80/ ج49، ص78/ ج51، ص6/ ج45، ص177/ ج26، ص192

26۔ایضا

27۔ایضا

28۔ایضا

29۔ایضا

30 ۔ایضا

31 ۔ایضا

32 ۔ بحارالانوار، ج48، ص70 وج48، ص100 وج26، ص190

33 ۔الخرائج والجرائح، ج2، ص759/ بحارالانوار، ج47، ص 119

34 ۔ بحارالانوار، ج50، ص124

35 ۔ ہمان، ج26، ص191 ونیز بصائرالدرجات، ص333 یا353

36 ۔ ہمان، ج48، ص56